بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوستو! اس رسالہ کو بغیر تعصب کے کم از کم ایک بار پڑھ لینا

کون تھا انگریز کا ایجنٹ؟

ایک سنسنی خیز انکشاف

جس کے ذریعے مخالفین پر حجت قائم کی گئی

ماخوذ از کتاب: آئینہ دیوبندیت

ناشر

جمعیت اہل سنت کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھ پے ظاہر ہے تمہارا باطن

منہ نہ کھلواو، میں وہابی ہوں

آلِ دیوبند میں اکثریت کی یہ عادت ہے کہ جب ان کے کسی غلط مسئلہ کی نشاندہی کی جاتی ہے تو اہلِ حدیث یعنی اہلِ سنت کو غیر مقلد کہہ کر کہتے ہیں کہ انگریز کے دور سے پہلے کوئی غیر مقلد دنیا میں موجود نہیں تھا، تو اس کے لئے عرض ہے کہ آلِ دیوبند کا یہ جھوٹ ہے اور اس کا رد خود ان کی اپنی کتابوں سے ہی ثابت ہے۔

طحطاوی حنفی (ف ۱۲۳۱ھ) نے ائمہ اربعہ کے بارے میں لکھا ہے:

"وَھُمْ غُیُرُ مُقَلِّدِیْن" اور وہ غیر مقلد تھے۔ (حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار ۱/۵۱)

اشرف علی تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے:

"کیونکہ امام اعظمؒ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے۔" (مجالس حکیم الامت ص ۳۴۵/ ملفوظات تھانوی ۲۴/۳۳۲)

امین اوکاڑوی دیوبندی نے علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کو غیر مقلد کہا ہے۔

دیکھئے تجلیات صفدر (۲/۵۹۲، ۵۹۵)

سرفراز صفدر دیوبندی نے بھی لکھا ہے:

"مشہور محدث ابن حزمؒ (غیر مقلد) اس حدیث کی تصحیح کرتے ہیں" (الکلام المفید ۸۰)

تنبیہ: بریکٹوں میں غیر مقلد کا لفظ خود سرفراز صاحب نے ہی لکھا ہے۔

جبکہ امین اوکاڑوی نے ابن حزم کو اہل سنت تسلیم کرتے ہوئے ان کی وفات ۴۵۷ھ لکھی ہے۔ دیکھئے تجلیات صفدر (۲/۱۰۹)

امین اوکاڑوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''19 ستمبر 1857ء کو انگریز دہلی پر قابض ہوا'' (تجلیات صفدر ۶/۵۰۳)

مدرسہ ''دارالعلوم'' دیوبند بھی انگریز کے دور میں بنایا گیا۔ چنانچہ امین اوکاڑوی دیوبندی نے لکھا ہے: '' اور دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء کو... رکھی گئی'' (تجلیات صفدر ۶/ ۵۴۱، نیز دیکھئے باب جنت ص ۳۲، از سرفراز صفدر دیوبندی)

اور یہ عین انگریزی دور تھا جیسا کہ خود اوکاڑوی نے لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ء کو انگریز دہلی پر قابض ہوا، یعنی انگریزی دور حکومت کے دس سال بعد ''دارالعلوم'' دیوبند کی بنیاد رکھی گئی۔

محمد ظفیر الدین ''مفتی دارالعلوم'' دیوبند نے لکھا ہے: '' دارالعلوم دیوبند انگریزی دور حکومت کا سب سے پہلا اسلامی مدرسہ ہے (اشرف الجواب ص ۷ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند ۲۰۰۴ء)

☆☆☆☆☆☆☆

انگریز اور آلِ دیوبند کے متعلق چند حوالے

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں انگریزوں کے خلاف جو فتویٰ لگا تھا اس فتویٰ پر تینتیس (۳۳) علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ سوال یہ تھا:

’’کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس امر میں کہ اب جو انگریز دلی پر چڑھ آئے اور اہلِ اسلام کی جان و مال کا ارادہ رکھتے ہیں، اس صورت میں اب شہر والوں پر جہاد فرض ہے یا نہیں؟ اور اگر فرض ہے تو فرضِ عین ہے یا نہیں۔۔۔‘‘

علماء نے جواب دیا: **درصورت مرقومہ فرضِ عین ہے‘‘**

اس فتویٰ پر سب سے پہلا دستخط **سید محمد نذیر حسین دھلوی رحمہ اللہ** کا ہیں۔ (دیکھئے علماء ہند کا شاندار ماضی تصنیف سید محمد میاں دیوبندی حصہ ۴ ص ۲۸۹ مکتبہ جمعیت پبلکیشنز اپریل ۲۰۱۰ء/ انگریز کے باغی مسلمان تصنیف جانباز مرزا ص ۲۹۳)

اس وقت دیوبندی ’’علماء‘‘ خانقاہوں اور مدارس میں روپوش تھے، کسی نے بھی جہاد کا فتویٰ نہیں دیا، بلکہ وہ اس کے برعکس انگریزوں کی فوج میں خضر علیہ السلام کو دیکھ رہے تھے!؟ ‘‘

۱) دیوبندیوں کے مولوی فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی نے ایک دن کہا:

’’لڑنے کا کیا فائدہ؟ خضر کو تو میں انگریز کی صف میں پا رہا ہوں‘‘

(حاشیہ سوانح قاسمی ۲/ ۱۰۳، حاشیہ علمائے ہند کا شاندار ماضی حصہ ۴ ص ۱۰۰۴، ۱۰۰۵ حاشیہ ۳۰۲)

اور گنج مراد آبادی کے بارے میں اشرف علی تھانوی نے کہا: ''بہت بڑے عالم''

(ملفوظات تھانوی ۲۴/۲۵۴)

سرفراز صفدر نے لکھا ہے: '' یہ یاد رہے کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ... پکے حنفی تھے'' (طائفہ منصورہ ص ۲۷)

۲) غالی دیو بندی محمد میاں صاحب لکھتے ہیں:

''شاید اس سلسلے میں سب سے گراں قدر فیصلہ وہ فتوی ہے جو ۱۸۹۸ء میں مرحوم مولانا رشید احمد گنگوہی نے جاری کیا تھا۔ کیونکہ اس پر دوسرے علماء کے علاوہ **محمود حسین** کے بھی دستخط ہیں کہ **مسلمان مذہبی طور سے پابند ہیں کہ حکومت برطانیہ کے وفادار رہیں** خواہ آخر الذکر سلطان ترکی سے ہی برسرِ جنگ کیوں نہ ہو''

(تحریک شیخ الہند ص ۳۰۵)

تنبیہ : یاد رہے یہ کسی عام مولوی کا فتویٰ نہیں بلکہ گنگوہی دیو بندیوں کے **''غوث اعظم''** ہیں (تذکرۃ الرشید ج ا ص ۱۷ مکتبہ دار الکتاب دیو بند ۲۰۰۲ء)

اور گنگوہی نے یہاں تک کہا ہے: ''سن لو! حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور میں بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر'' (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۳۵)

۳) عاشق الٰہی میرٹھی دیو بندی اپنے ''امام ربانی'' رشید احمد گنگوہی صاحب

کے بارے میں لکھتے ہیں: ''ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم اور طبیب روحانی اعلحضرت حاجی صاحب، نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں سے مقابلہ ہوگیا۔ یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پراجما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جان نثاری کے لئے طیار ہوگیا...'' (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۱۴، ۱۱۵)

معلوم ہوا کہ دیوبندی اکابر نے اپنی انگریز سرکار کے مخالف باغیوں سے شاملی میں جنگ لڑی جس میں حافظ ضامن صاحب ''باغیوں'' کے ہاتھوں مارے گئے۔ (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۱۵)

تنبیه: یہ وہی ضامن علی جلال آبادی ہے جس نے ایک زنا کرانے والی رنڈی سے کہا تھا: ''بی تم شرماتی کیوں ہو، کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے'' اور اس کے بارے میں رشید گنگوہی نے کہا تھا: ''ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے'' (دیکھئے تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۳۰۶)

میرٹھی دیوبندی صاحب مزید لکھتے ہیں: ''اور جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے۔'' (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۲۰)

انگریز سرکار مسلمانوں کا قتلِ عام کر رہی تھی اور دیوبندی اکابر اسے مہربان سرکار قرار دے کر خیر خواہ ثابت ہو رہے تھے۔ سبحان اللہ!

۴) ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بارے میں عاشق الٰہی دیوبندی نے لکھا ہے:

''جب بغاوت وفساد کا قصہ فرو ہوا اور رحمدل گورنمنٹ کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پاکر باغیوں کی سرکوبی شروع کی تو...'' (تذکرۃ الرشید ج۱ص ۱۱۶)

انگریزوں کی حکومت (اور انگریز سرکار) کو رحمدل کہنے والے کس منہ سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ان سے، سب سے زیادہ ڈر انگریز حکومت کو تھا۔!

۵) اشرفعلی تھانوی صاحب سے کسی نے پوچھا کہ اگر تمھاری حکومت ہو جائے تو انگریز کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے؟ تھانوی صاحب نے جواب دیا:

''محکوم بنا کر رکھیں کیونکہ جب خدا نے حکومت دی تو محکوم ہی بنا کر رکھیں گے مگر ساتھ ہی اسکے نہایت راحت اور آرام سے رکھا جائے گا اس لئے کہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے...'' (ملفوظات حکیم الامت ج۶ص ۳۷، ملفوظ : ۸۷ مکتبہ دانش دیوبند ۲۰۰۰ء)

راحت و آرام سے کیوں نہ رکھتے ؟ تھانوی صاحب خود فرماتے ہیں: ''تحریکات کے زمانہ میں میرے متعلق یہ مشہور کیا گیا تھا کہ چھ سو روپیہ ماہانہ گورنمنٹ سے پاتا ہے۔'' (ملفوظات حکیم الامت ج۶ ص ۴۷ ملفوظ نمبر ۸۸، نیز دیکھئے یہی مضمون فقرہ ۱۳)

۶) محمد قاسم نانوتوی صاحب کے بیٹے محمد احمد کے بارے میں دیو بندیوں کی ایک معتبر کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ

''۱۴۴۔محمد احمد حافظ شمس العلماء

پسر محمد قاسم بانی مدرسہ دیو بند۔ یہ مدرسہ کا مہتمم یا پرنسل اور وفادار ہے۔'' (تحریک شیخ الہند ص ۴۴۹)

کیا خیال ہے؟ جس شخص کے بارے میں انگریز حکومت خود اقرار کرے کہ ''وفادار ہے'' تو وہ کتنا بڑا وفادار ہوگا؟!

۷) محمد احسن نانوتوی کے بارے میں محمد ایوب قادری دیو بندی لکھتے ہیں:

''۲۲/مئی کو نماز جمعہ کے بعد مولانا محمد احسن صاحب نے بریلی کی مسجد نو محلّہ میں مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں بتایا کہ **حکومت سے بغاوت کرنا خلاف قانون ہے**'' (کتاب: ''مولانا محمد احسن نانوتوی'' ص ۵۰)

ایوب صاحب مزید لکھتے ہیں: ''اس تقریر نے بریلی میں ایک آگ لگا دی اور تمام مسلمان مولانا محمد احسن نانوتوی کے خلاف ہو گئے۔ اگر کوتوال شہر شیخ بدر الدین کی فہمائش پر مولانا بریلی نہ چھوڑتے تو ان کی جان کو بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا'' (محمد احسن نانوتوی ص ۵۱)

۸) پی سی پگاٹ نامی ایک انگریز لکھتا ہے:

''مجھ کو آج مدرسۂ عربیہ دیوبند کے معائنہ سے غیر معمولی مسرت ہوئی ... میں نہایت خوشی سے اپنا نام چندہ دہندگان میں شامل کرتا ہوں۔ پی سی پگاٹ، جنٹ مجسٹریٹ سہارنپور ۶/ اپریل ۱۸۹۷ء'' (مکمل تاریخ دار العلوم دیوبند ج۲ ص ۳۴۹)

کیا خیال ہے؟ پگاٹ صاحب کتنا چندہ دے کر گئے تھے اور کس وجہ سے نہایت خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہے تھے؟

۹) ایک انگریز پامر نامی نے کیا کہا تھا؟ اس کا جواب پروفیسر محمد ایوب قادری دیوبندی سے سنئے، ایوب قادری صاحب نے لکھا ہے: ''اس مدرسہ نے یوماً فیوماً ترقی کی ۳۱/ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لفٹنٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں:

''جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ کر رہا ہے یہ **مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد معاون سرکار ہے...**'' (محمد احسن نانوتوی ص ۲۱۷، نیز دیکھئے کتاب: فخر العلماء ص ۶۰)

۱۰) عبید اللہ سندھی دیوبندی نے اپنے ایک خط میں مدرسہ دیوبند کے بارے

میں لکھا:

’’ مالکانِ مدرسہ سرکار کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں‘‘ (دیکھئے تحریک شیخ الہند ص ۳۵۸)

۱۱) عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی جو تذکرۃ الرشید اور تذکرۃ الخلیل وغیرہ کتابوں کے مصنف ہیں، نیز’’ قافلۂ حق‘‘ جلد۲ شمارہ ۲ ص ۶۴ ، اور امجد سعید دیوبندی کی کتاب’’سیف حنفی‘‘ص ۱۴۔۱۵ میں انکی روایت پر اعتماد کیا گیا ہے۔

اسی میرٹھی صاحب کے بارے میں عبدالقدوس قارن دیوبندی اور قارن کے والد سرفراز صفدر صاحب دیوبندی نے بڑی وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ’’برطانیہ کے وفادار اور خیر خواہ تھے‘‘ (ایضاح سنت ص ۱۱۱، اظہار العیب ص ۱۰۳)

۱۲) دیوبندیوں کے اکابر میں سے ایک مملوک علی صاحب تھے، جن کے بارے میں لطیف اللہ (دیوبندی) نے لکھا ہے:’’اول یہ کہ مولانا موصوف دہلی کالج میں انگریزی حکومت کے بمشاہرہ سو روپے ماہانہ پر ملازم تھے۔‘‘ (انفاس امدادیہ ص ۱۰۸، حاشیہ نمبر ۱۱)

مملوک علی’’دہلی کے عربک کالج میں سرکاری مدرس تھے‘‘ (سوانح قاسمی ۲۲۲/۱ مکتبہ دار العلوم دیوبند)

محمد انوار الحسن شیرکوٹی دیوبندی لکھتے ہیں: ''دہلی کالج کے تمام انگریز، پرنسپل ان کی قدر کرتے اور ان پر اعتماد کرتے تھے۔ بلکہ گورنر جنرل نے مولانا مملوک علی کو انعام بھی دیا۔'' (سیرت یعقوب ومملوک ص ۳۲)

کیا خیال ہے اس زمانے میں ایک روپے کا کتنا سونا ملتا تھا اور انگریز گورنر جنرل نے کس خوشی میں مملوک علی صاحب کو انعام دیا تھا؟

۱۳) حفظ الرحمٰن دیوبندی نے اپنی تقریر میں فرمایا:

''مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔'' (مکالمۃ الصدرین ص ۸)

تبلیغی جماعت کو انگریزی حکومت کی طرف سے کتنا روپیہ ملتا تھا اور کیوں ملتا تھا؟

حفظ الرحمٰن صاحب کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے ''علامہ عثمانی'' دیوبندی صاحب نے فرمایا: ''دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آپ کے مسلّم بزرگ وپیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا گیا کہ اون کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہیں تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے...'' (مکالمۃ الصدرین ص ۹)

ممکن ہے کہ پہلے علم نہ ہو لیکن بعد میں انھیں علم ہو گیا تھا کیونکہ تھانوی صاحب خود فرماتے ہیں: ''تحریکات کے زمانہ میں میرے متعلق یہ مشہور کیا گیا تھا کہ چھ سو روپیہ ماہانہ گورنمنٹ سے پاتا ہے۔'' (ملفوظات حکیم الامت ج ۶ ص ۴۷ ملفوظ نمبر ۸۸)

۱۴) قاری محمد طیب دیوبندی نے مدرسۂ دیوبند کے بنیادی ''حضرات'' کے بارے میں لکھا ہے: ''پھر جس میں اکثریت ایسے حضرات کی تھی جو تارک الدنیا اور مسجد نشین بزرگ تھے، جنہیں سیاسیات سے تو بجائے خود، عام شہری معاملات سے بھی کوئی خاص لگاؤ نہ تھا اور یا ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ کے قدیم ملازم اور حال پنشنر تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ کو شک وشبہ کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی۔'' الخ (حاشیہ سوانح قاسمی ۲/ ۲۴۶۔۲۴۷)

۱۵) اشرف علی تھانوی کے ''چھوٹے بھائی جناب منشی اکبر علی صاحب مرحوم کو (جو بریلی مینوسپلٹی کے سکریٹری کے معزز عہدہ پر بمشاہرہ پانچ سو روپیہ ملازم تھے) تعلیم انگریزی کیلئے منتخب فرمالیا...'' (دیکھئے اشرف السوانح ج ۱ ص ۱۱ باب دوم شرف نسب)

حسین احمد مدنی دیوبندی نے اشرف علی تھانوی کے بھائی کے بارے میں لکھا ہے:

''محکمہ سی، آئی، ڈی میں بڑے عہدیدار آخیر تک رہے''

(حوالے کے لئے دیکھئے یہی مضمون فقرہ نمبر ۱۷)

تھانوی کا بھائی انگریزوں کی انٹیلی جنس (یعنی سی آئی ڈی C.I.I.D) کا ایک اعلیٰ افسر تھا۔ نیز دیکھئے شوٹائم کراچی (اپریل ۱۹۸۸ء ص ۱۳۱)

شورش کاشمیری نے لکھا ہے: ''حقیقت یہ ہے کہ برطانوی عملداری میں سی ۔آئی۔ڈی کے ہندوستانی اہل کار قوم فروشی اور ملک دشمنی کی شرمناک تصویروں کا البم تھے!'' (پسِ دیوارِ زنداں ص ۴۱۶)

۱۶) دیوبندی ''مفتی'' محمد سعید خان نے کہا: ''دارالعلوم دیوبند کی جو پہلی تعمیر ہوئی ہے اس کے لیے ضروری اراضی بانی دارالعلوم کو انگریزی حکومت نے عطا کی تھی۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کی تاسیس میں انگریزی حکومت کے کارندے بھی شریک تھے۔'' (ماہنامہ صفدر گجرات، پاکستان شمارہ نمبر: ۱۴ ص ۲۰)

تنبیہ: محمد سعید خان کے حوالے کے بارے میں زاہد حسین رشیدی کی تردید کی یہاں کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۱۷) حسین احمد مدنی نے اشرف علی تھانوی کا جھوٹا دفاع کرتے ہوئے لکھا ہے:

''البتہ تحریک آزادی ہند میں ان کی رائے خلاف تھی، نہ انہوں نے کوئی مخبری کی اور نہ ان کو انگریزوں سے اس قسم کے تعلقات رکھنے کی کبھی نوبت آئی، ہاں مولانا مرحوم کے بھائی، محکمہ سی، آئی، ڈی میں بڑے عہدیدار آخیر تک رہے ان کا نام مظہر علی ہے، انہوں نے جو کچھ کیا ہو مستبعد نہیں ہے۔'' (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۳۱۹)

اپنے مخالفین کی طرف سے پیش کیئے گئے بعض حوالہ جات سے پریشان ہوکر دبی زبان میں اعتراف شکست کرتے ہوئے عبدالقدوس قارن دیوبندی نے لکھا ہے:

''بعض علماء سے انگریز کی حمایت میں کچھ الفاظ موجود ہیں مگر وہ توریہ کے طور پر ہیں'' (ایضاح سنت ص ۱۱۴)

اب آلِ دیوبند سے کوئی پوچھے کہ جب تمھارے اپنے گھر کی کیفیت یہ ہے تو پھر دوسروں کو طعنہ کیوں دیتے ہو؟!

☆☆☆☆☆☆

دعوتِ مناظرہ کے پیچھے کیا راز ہیں؟

خلاصہ: کشمیر میں علماءِ اہل حدیث مناظروں کے چیلنج قبول کیوں نہیں کرتے؟ اس لئے نہیں کہ ان کے پاس دلیل کمزور ہے۔ واللہ! ان کی کتابیں پڑھ کر دیکھ لو۔ صاف اور سیدھی دعوت۔ تاویل کرنے کی ضرورت اور نہ جھوٹ ملانے کی۔ یہی وجہ ہے کہ مخالفین دن رات سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید کرنے میں کوشاں ہے لیکن اہلِ حدیث کے اس دعوتی طوفان کو نہیں روک پاتے۔ اتنی مخالفت اور حسد و بغض کے باوجود نوجوانوں کی کثیر تعداد اس دعوت پر لبیک کررہی ہیں۔ کشمیر کی اہلِ حدیث جماعت حالات پر بھی نظر رکھی ہوئی ہیں۔

یہاں اس وقت شرک کے بعد سب سے بڑا مسئلہ ''مسئلہ آزادئ کشمیر'' ہے۔ ہندوستان جب ہر طرف سے عاجز آ گیا تو ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' کی پالسی اختیار کر لی۔ روزانہ مناظروں کے چیلنج بازی کے پیچھے اس کے سوا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے کہ لوگوں کو مسئلہ آزادئ کشمیر سے غافل کر کے فرقہ واریت کی آگ میں دھکیل دیا جائے۔ یاد رہیں اگر یہاں ایک بار بھی دو فریق آمنے سامنے آ کر لڑ پڑیں تو کشمیر بھی پاکستان کی طرح بدامنی سے دوچار ہو جائے گا۔ پھر اس عذاب سے نجات پانا ناممکن ہے۔ ہم پہلے ہی مختلف آفات سے دوچار ہے اس لئے اس چیز کا خاص خیال رکھا جائے۔ آلِ دیوبند دورِ انگریز میں بھی مسلمانوں کے دشمن اور انگریز کے وفادار تھے (جیسا کہ اوپر باحوالہ گزر چکا) اور آج بھی اسی پُرانی وراثت کے ٹھیکہ دار بنے بیٹھے ہیں۔

اهل حدیث کی قدامت اورمخالفین

ایک عربی مقولہ ہے: اَلْحَقُّ مَا شَهِدَ بِهِ الْاَعْدَاء یعنی حق وہ ہے جس کی دشمن بھی گواہی دے۔ اس لئے چند گواہیاں پیش خدمت ہیں:

۱) ''مفتی'' رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''تقریبا دوسری تیسری صدی ہجری میں اہلِ حق میں فروعی مسائل کے حل کرنے

میں اختلافِ انظار کے پیشِ نظر پانچ مکاتبِ فکر قائم ہو گئے۔ یعنی مذاہب اربعہ اور اہلِ حدیث۔ اس زمانے سے لے کر آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا۔'' (احسن الفتاوی ج۱ ص۳۱۶ مکتبہ دارالاشاعت دیوبند۲۰۱۱ء)

۲) ابوالاعلی مودودی حنفی نے لکھا ہے:

''اہلِ حدیث کا مسلک تو قدیم ہے۔ ائمہ اربعہ سے چلا آتا ہے اور یہ ان لوگوں کا گروہ ہے جو کسی امام کی تقلید اختیار کرنے کے بجائے خود حدیث و قرآن سے احکام کی تحقیق کرتے ہیں۔'' (رسائل و مسائل ج۱ ص۱۵۶/ نیز دیکھئے دینیات ص۹۶ مرکزی مکتبہ اسلامیہ اگست ۲۰۰۲ء)

۳) ''مفتی'' کفایت اللہ دہلوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''جواب، ہاں اہلِ حدیث مسلمان ہیں اور اہلِ سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا درست ہے، محض ترکِ تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہلِ سنت والجماعت سے تارکِ تقلید باہر ہوتا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی'' (کفایت المفتی ج۱ ص۳۲۶ جواب نمبر:۳۷۰)

اب اکابرِ دیوبند صحیح ہے یا دورِ حاظر کے ہندوستانی ایجنٹ؟ جو کہتے پھرتے ہیں کہ اہلِ حدیث اہلِ سنت نہیں۔ انصاف سے فیصلہ کریں۔

اہلِ حدیث کون؟

بعض لوگ یہ بکواس کرتے رہتے ہیں کہ اہلِ حدیث سے مراد صرف محدثین ہیں۔لیکن یہ ان کی مجموعہ کذب بیانیوں میں سے ایک اور جھوٹ ہے۔شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان کے اس جھوٹ کا پردہ فاش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَنَحْنُ لَا نَعْنِیْ بِاَهْلِ الْحَدِیْثِ الْمُقْتَصِرِیْنَ عَلٰی سَمَاعِهٖ اَوْ كِتَابَتِهٖ اَوْ رِوَايَتِهٖ، بَلْ نَعْنِیْ بِهِمْ: كُلُّ مَنْ كَانَ اَحَقُّ بِحِفْظِهٖ وَمَعْرِفَتِهٖ وَفَهْمِهٖ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا، وَاتِّبَاعِهٖ بَاطِنًا وَظَاهِرًا، وَكَذٰلِكَ اَهْلُ الْقُرْآنِ

ترجمہ: ہم اہلِ حدیث کا یہ مطلب نہیں لیتے کہ اس سے مراد صرف وہی لوگ ہیں جنھوں نے حدیث سنی، لکھی یا روایت کی بلکہ اس سے مراد ہم یہ لیتے ہیں کہ ہر آدمی جو اس کے حفظ، معرفت اور فہم کا ظاہری و باطنی لحاظ سے مستحق ہے اور ظاہری و باطنی سے اس کی اتباع کرتا ہے اور یہی معاملہ اہلِ قرآن کا ہے۔(مجموع الفتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۹۵)

اہل حدیث نام اجماع سے ثابت ہے۔تفصیل کے لئے دیکھئے: شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی کتاب: مقالات جلد اول ص ۱۶۱ تا ۱۷۴

اور اجماع کا حجت ہونا قرآن (النساء ۱۱۵) و حدیث (المستدرک ۳۹۹) سے ثابت ہے۔گویا یہ نام بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہوگیا۔والحمد للہ

تنبیہ

یاد رہیں دیوبندی نہ تو حنفی ہے اور نا ہی اہلِ سنت و جماعت سے ان کا کوئی تعلق۔ کیونکہ ان سے اختلاف فروعات میں نہیں بلکہ عقائد میں ہے۔ ان کی کتابوں میں جا بجا اللہ و رسول کی گستاخیاں، تحریفات، جھوٹ اور کفریہ و شرکیہ عبارات پائی جاتی ہیں۔ اختصار کے ساتھ چند حوالجات پیش خدمت ہیں:

۱) رشید احمد گنگوہی، اللہ تعالی سے مخاطب ہو کہ کہتا ہے: "**جھوٹا ہوں کچھ نہیں ہوں تیرا ہی ظل ہے تیرا ہی وجود ہے میں کیا ہوں کچھ نہیں اور وہ جو میں ہوں وہ تو ہے اور میں تو خود شرک در شرک ہے۔**" (فضائلِ اعمال ج ۲ ص ۴۰۹، فضائلِ صدقات، حصہ دوم حدیث نمبر ۱۱ سے پہلے)

اس عبارت میں اللہ کی صریح گستاخی ہے۔ گنگوہی نے خود کو اللہ کا شریک بنا دیا ہے۔ (نعوذ باللہ) آلِ دیوبند مٹ جائے گی لیکن اس عبارت کا جواب نہیں دے سکے گی۔

۲) امین اوکاڑوی دیوبندی لکھتا ہے: "لیکن آپؐ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی، اور ساتھ ہی گدھی بھی تھی، دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑھتی رہی" (غیر مقلدین کی غیر مستند نماز ص ۴۳ مکتبہ اہل سنت دہلی ۲۰۱۳ء، تجلیاتِ صفدر ج ۵ ص ۴۸۸)

اوکاڑوی نے جھوٹ کی حدیں پار کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین کی ہے۔

۳) تبلیغی جماعت کے بانی زکریا کاندھلوی دیوبندی لکھتا ہے: [ایک شخص کی ماں مرکر کالی سیاہ ہوگئی تو اس نے دعا کی۔ پھر کہتا ہے:]''۔تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا اسنے **اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا** جس سے وہ بالکل روشن ہوگیا۔**اور پیٹ پر پھیرا** تو ورم بالکل جاتا رہا۔میں نے انسے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو دُور کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ **میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں**۔'' (فضائلِ اعمال ج ۱ص ۷۶۵،فضائلِ درود حکایت نمبر ۴۶)

وہ نبی جو غیر محرم عورت کی طرف سہواً نظر پڑھنے سے تلملا اٹھتے تھے۔اُن کے بارے میں یہ کہنا کہ اس نے ایک عورت کے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا،صریح گستاخی ہے۔

٤) اسی طرح کا ایک اور قصہ لکھنے کے بعد زکریا کاندھلوی نے لکھا کہ مصیبت زدہ شخص نے پوچھا،آپ کون ہیں؟''وہ کہنے لگے تو مجھے نہیں پہچانتا **میں محمد بن عبداللہ صاحبِ قرآن ہوں** (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تیرا باپ بڑا گناہگار تھا لیکن مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا۔جب اسپر یہ مصیبت نازل ہوئی **تو میں اسکی فریاد کو پہونچا اور میں ہر اُس شخص کی فریاد کو پہونچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے**۔'' (فضائلِ اعمال ج ۱ص ۷۶۳،فضائلِ درود حکایت نمبر ۴۳)

دوستو! یہ کسی بریلوی کتاب کا حوالہ نہیں بلکہ یہ خود کو موحد کہنے والے ہیں۔

۵) محمد قاسم نانوتوی دیوبندی نے کہا: ''**بلکہ اگر بالفرض بعد از زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں فرق نہ آئے گا۔**'' (تحذیر الناس ص ۴۰ مکتبہ فیصل پبلکیشنز دیوبند)

یہ وہ زہریلی عبارت ہے جس کو قادیانیوں نے مرزا کی نبوت ثابت کرنے کے لئے سب سے پہلی دلیل کے طور پر پیش کیا تھا۔

٦) اشرف علی تھانوی دیوبندی نے نور محمد نامی ایک شخص کے بارے میں بطور اقرار لکھا:

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

(امداد المشتاق ص ۱۱۴ فقرہ ۲۸۸ مکتبہ امداد اللہ مہاجر مکی)

۷) زکریا کاندھلوی دیوبندی فضائلِ درود میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

مخاطب کرتے ہوئے، مُلا جامی کے اشعار کا ترجمہ بلا انکار لکھتے ہیں:

’’رسولِ خدا نگاہِ کرم فرمائیے اے ختم المرسلین رحم فرمائیے۔۔۔۔‘‘

عاجزوں کی دستگیری، بیکسوں کی مدد فرمائیے۔۔۔۔۔ (فضائل اعمال ج ا ص ۷۷۶، فضائلِ درود ص ۷۷۵ مثنوی جامی حکایت نمبر ۵۰ کے بعد)

واضح رہے کہ اس عبارت کے رد میں نہ تو زکریا صاحب نے کچھ لکھا ہے اور نہ ہی کسی ناشر نے اس کے رد میں کوئی حاشیہ لکھی۔ ایمان سے بتائیے جب ایسی عبارت ایک عام مسلمان پڑھ لے گا تو وہ کیا سمجھے گا؟ یہی کہ نبی سے مدد مانگنا درست ہے۔ اگر غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہوتا تو شیخ صاحب اس کو نقل نہ کرتے۔ تبلیغی جماعت والو! اس سے پہلے کہ تمہاری آنکھیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں، آنکھیں کھولو۔ تم لوگوں سے یہی اعتراض اگر کوئی بریلوی کریں تو ان کو کیا جواب دو گے؟

۸) دیوبندیوں کے علیحضرت اور روحانی پیر امداد اللہ مہاجر مکی نے لکھا ہے:

’’یارسولِ کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
آپ کی امداد ہو میرا یا نبیؐ حال ابتر ہوا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے میرے مشکل کُشا فریاد ہے‘‘

(کلیاتِ امدادیہ ص ۹۰، ۹۱ دارالاشاعت کراچی ۱۹۷۶ء، دوسرا نسخہ ص ۳۹۵ مکتبہ تھانوی دیوبند)

بریلویوں کے اعلیٰحضرت یہی بات کرے تو مشرک و بدعتی کہلائے

مگر دیوبندیوں پر کشادہ ہے راہیں

پرستش کرے شوق سے جس کی چاہے

مزید حوالوں کے لئے دیکھئے کتاب: آلِ دیوبند سے دوسو دس سوالات

ایک اہم بات

مذکورہ بالا عبارات صرف اور صرف آلِ دیوبند کی اصلاح کے واسطے درج کی گئی۔ ورنہ اس سے ہمیں کسی کی تذلیل مقصود نہیں۔ ذرا غور فرمائے، لوگوں کو صحیح بخاری پڑھنے سے روکا جاتا ہے کہ اس سے گمراہی کا امکان ہے۔ حالانکہ آج تک صحیح بخاری پڑھ کر کوئی گمراہ نہیں ہوا، اگر ہوا بھی تو مخالفین کی شکوک وشبہات پیدا کرنے سے ہی۔ اس کے برعکس تبلیغی فضائل اعمال مذکورہ بالا عبارات سے بھری پڑی ہے۔ اس پر لطف یہ کہ عوام الناس کو یہ کتاب پڑھنے کی نہ صرف اجازت بلکہ تلقین کی جاتی ہے۔ انصاف سے بتائیے کیا اس طرح لوگوں کے لئے گمراہی کا سامان فراہم نہیں کیا جاتا۔ بریلوی بے چارے خواہ مخواہ بدنام ہے۔ اگر وہی شرکیہ اعمال دیوبندی کرے تو یہ عین توحید کہلاتا ہے۔ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى۔

خوش قسمت ہے وہ انسان جو مرنے سے پہلے ان کفریہ اور شرکیہ عقائد سے توبہ کرے۔ یہ کہاں کی عقلمندی ہوئی کہ اگر کوئی تمہاری تصحیح کے واسطے تمہارے کسی عیب کی نشان دہی کرے تو تم اُسی پر برس پڑو۔ آج کل دیکھنے میں آتا ہے جب بھی کوئی اہلحدیث نوجوان کسی دیوبندی، تبلیغی برادر کی تصحیح کرنے کی کوشش کرتا ہے، تو وہ لوگ الٹا اسے عقائد کی تعریف، توحید وشرک کے مسائل پوچھ پوچھ کر پریشان کردیتے ہیں۔ یہ تو ایسی ہی مثال ہے کہ کوئی وضو میں اپنی ایڑیا دھونا بھول گیا اور کسی دوسرے نے اس غلطی کی نشان دہی کی تو یہ اسی پر برس پڑتا ہے، تمہیں پتا ہے وضو کیا ہوتا ہے؟ چلو بتاو! وضو میں کتنے فرائض اور سنتیں ہیں؟ چلو اپنا نام قرآن سے ثابت کرو؟ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم اپنے باپ کی اولاد ہو؟ انگریز کے بچے!

یہ سب حسد کی بنیاد پر ہے جو حق قبول کرنے میں ہمیشہ رکاوٹ بن جاتا ہے۔ اللہ ہمیں حسد سے نجات دے اور ہمیں سیدھی راہ پر گامزن فرمائے۔ آمین

تنبیہ بلیغ

بہتر یہی ہے کہ اس کتابچہ کا جواب دینے کی بجائے اس کے مقصد پر غور کیا جائے۔ الزامی جوابات سے یہ عقائد درست نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ اہل حدیث افراد

کا نام نہیں بلکہ ایک منہج ہے، یہاں ہر اس بات کو رد کیا جاتا ہے جو قرآن اور مقبول احادیث کے خلاف ہو۔ ہمارے تمام دیوبندیوں سے نصیحت ہے کہ اللہ سے ہدایت طلب کی جائے۔ ہم نے ہر بات باحوالہ نقل کی ہے۔ یہ ساری کتابیں مارکیٹ میں مطبوع ہیں۔ انٹرنیٹ پر بھی انکی PDF فارمیٹ دستیاب ہے۔ جسے ذرا برابر بھی شک ہو تو وہ ان کتابوں کو خرید کر غیر جانبدارانہ تحقیق کر لے۔ ان شاء اللہ حقیقت کھل جائے گی۔ وما علینا الا البلاغ

آپ کا خیر خواہ

اسلامی بھائی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆